حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی
شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی

فن اسماء رجال

مسلمانوں کا عظیم کارنامہ

اسماء رجال یا تاریخ رواۃ علوم حدیث میں وہ عظیم الشان فن ہے جس کو احادیث کی خدمت اور صحیح و غیر صحیح کی پہچان کے لئے مسلمانوں ہی نے ایجاد کیا ہے اور یقیناً اس علم میں ان کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے چنانچہ غیر بھی اس کا اقرار کرتے ہیں مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب الاصابہ کے انگریزی مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ

کوئی قوم دنیا میں ایسی گذری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء رجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہو

احادیث نبوی کی حفاظت کے لئے یہ مسلمانوں کا وہ کارنامہ ہے کہ دوسری قومیں اپنی مذہبی روایات کے ...وت و حفاظت کے لئے آج بھی اس سے نا آشنا ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی نے اگرچہ سیرت کے متعلق لکھا تھا لیکن ان کی یہ بات فن حدیث پر بھی پوری طرح صادق آتی ہے کہ " اس قسم کی زبانی روایتوں کا موقعہ جب دوسری قوموں کو پیش آتا ہے یعنی ...ی زمانے کے حالات مدت کے بعد قلمبند کئے جاتے ہیں تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کی ...اری افواہیں قلمبند کر لی جاتی ہیں جن کے راویوں کا نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا ان افواہوں سے ...ہ واقعات انتخاب کر لئے جاتے ہیں جو قرآئن و قیاسات کے مطابق ہوتے ہیں ' تھوڑے زمانے کے بعد یہی خرافات ایک دلچسپ تاریخی کتاب بن جاتے ہیں یورپ کی اکثر یورپین تصنیفات اسی اصول پر لکھی گئی ہیں لیکن مسلمانوں نے اس فن سیرت (و حدیث کیونکہ فن سیرت علم حدیث ہی کا ایک حصہ ہے) کا جو معیار قائم کیا وہ اس سے بہت ہی زیادہ بلند تھا اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریک واقعہ تھا ' اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک نام درمیانی راویوں کے نام بہ ترتیب بیان کیے جائیں اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جو شخاص سلسلہ روایت میں آئے کون لوگ تھے ؟ کیسے تھے ؟ ان کے مشاغل کیا تھے ؟ ان کا چال چلن کیسا تھا ؟ سمجھ کیسی تھی ؟ ثقہ تھے ؟ یا غیر ثقہ سطحی الذہن تھے یا نکتہ رس ؟ عالم تھے یا جاہل ؟ ان

جنکی باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل تھا لیکن سینکڑوں ہزاروں محدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صرف کر دیں ۔ ایک ایک شہر میں گئے اور راویوں سے ملے ان کے متعلق ہر قسم کے حالات دریافت کیے انہی تحقیقات کے ذریعے سے اسماء الرجال کا وہ عظیم الشان فن ایجاد کیا جس کی بدولت کم از کم کئی لاکھ اشخاص کے حالات معلوم ہوسکتے ہیں " یہی وہ عظیم اور نافع علم ہے جس کے ذریعے سے ذخیرہ احادیث میں صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز ہوسکتا ہے چنانچہ مشہور محدث سفیان الثوری کا قول ہے لما استعمل الرواۃ الکذب استعملنا لھم التاریخ کہ جب ناقلین حدیث میں سے بعض نے جھوٹ بولنا شروع کیا تو ہم نے ان کے لئے تاریخ استعمال کی یعنی ہم نے تاریخ کے ذریعہ اس کا دفاع کیا اور ان کا جھوٹ معلوم کیا ۔

محدثین نے اس قسم کے عجیب و غریب واقعات لکھے ہیں چنانچہ مقدمہ صحیح مسلم میں معلی بن عرفان کے متعلق ابونعیم کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ معلی نے ابونعیم کے سامنے یہ روایت بیان کی حدثنا ابووائل قال خرج علینا ابن مسعودؓ بصفین فقال ابونعیم اتراہ بعث بعد الموت یعنی جنگ صفین میں حضرت عبداللہ بنؓ مسعود ہمارے پاس تشریف لائے تو ابونعیم نے کہا کہ کیا وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگئے تھے یعنی تاریخ سے ثابت ہے کہ ان کا انتقال ۳۲ھ میں حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ہوا تھا جبکہ واقعہ صفین ۳۶ھ کے آخر میں ہوا تھا یعنی عبداللہ بن مسعود کے انتقال کے چار سال بعد ۔ اسی طرح ابوداؤد الاعمیٰ کا جھوٹ مشہور محدث قتادہ نے تاریخ کے ذریعے سے بیان کیا تھا

خطیب بغدادی نے الکفایہ فی علم الروایہ میں عفیر بن معدان الکلاعی سے نقل کیا ہے کہ قدم علینا عمر بن موسی حمص فاجتمعنا الیہ فی المسجد فجعل یقول حدثنا شیخکم الصالح فلما اکثر قلت لہ من شیخنا ھذا لصالح ؟ سمہ لنا نعرفہ قال فقال خالد بن معد ان قلت لہ فی ای سنۃ لقیتہ قال لقیتہ سنۃ ثمان و مائۃ قلت فاین لقیتہ قال لقیتہ فی غزاۃ ارمینیہ قال فقلت لہ اتق اللہ یا شیخ ولا تکذب مات خالد بن معدان سنۃ اربع و مائۃ و انت تزعم انک لقیتہ بعد موتہ باربع سنین و ازیدک ۔ انہ لم یغز ارمینیہ قط کان یغزو الروم عمر بن موسیٰ ہمارے پاس حمص میں آئے ہم احادیث سننے کے لئے اس کے پاس جمع ہوگئے وہ مجلس میں بار بار کہنے لگے کہ ہمیں تمہارے صالح شیخ نے یہ حدیث سنائی آخر مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے پوچھ لیا کہ بتا بھی دو کہ ہمارے یہ صالح شیخ کون ہیں تاکہ ہم بھی اس کو جان لیں کہنے لگے کہ یہ شیخ صالح خالد بن معدان ہے میں نے پوچھا کہ تم ان سے کب اور کہاں ملے تھے کہنے لگے کہ ۱۰۸ ھ میں آرمینیہ میں ان سے ملا تھا میں نے کہا خدا کا خوف کر اور جھوٹ مت بولو اس لئے کہ خالد بن معدان کی موت تو ۱۰۴ ھ میں واقع ہوئی جبکہ تم کہتے ہو کہ میں ان سے ۱۰۸ ھ میں ملا تھا یعنی ان کے

انتقال کے چار سال بعد اور دوسری بات یہ کہ وہ کبھی جہاد میں آرمینیہ کی طرف گئے ہی نہیں وہ تو اہل روم سے جہاد کیا کرتے تھے ۔

محدثین نے اس قسم کے بہت واقعات لکھے ہیں کہ تاریخ ہی کے ذریعے بہت سے جھوٹے لوگ مجالس میں رسوا ہوئے ہیں

احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے کہ کچھ لوگ تمہارے پاس ایسے آئیں گے جو مجھ سے منسوب کرکے تمہیں حدیثیں سنائیں گے لیکن وہ احادیث جھوٹی ہوں گی ' چنانچہ مقدمہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ نے یہ حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ انہ سیکون فی اخرا متی اناس محدثونکم مالم تسمعوا انتم ولا اباء کم فایاکم وایاھم کہ آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگ تمہیں ایسی حدیثیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے اباء و اجداد نے تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ ۔

حضرت ابوہریرہؓ ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اخرالزمان دجالون کذابون یا تونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباء کم فایاکم و ایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے کہ کچھ دجال و کذاب تمہارے پاس آکر ایسی حدیثیں سنائیں گے جو تم نے نہیں سنی ہوں گی تم اپنے آپ کو ان سے محفوظ رکھو کہیں تمہیں گمراہ کرکے فتنہ میں مبتلا نہ کردیں ۔

اور عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ ان فی البحر شیاطین مسجونہ اوثقھا سلیمان یوشک ان تخرج فتقرء علی الناس قرانا حضرت سلیمان نے کچھ شیاطین کو دریا میں قید کر دیا تھا عنقریب وہ نکلیں گے اور لوگوں کو کچھ پڑھ کر سنائیں گے اور یہ روایت تو متواتر سندوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ من کذب علی متعمدا فلتیبواء مقعدہ من النار جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو وہ خود اپنا ٹھکانہ آگ میں مقرر کر دے ۔

ان روایات پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع مل چکی تھی کہ کچھ لوگ آپ کے اوپر جھوٹ بولیں گے ' آپ نے پہلے اپنی امت کو اس کی اطلاع بھی دی اور اس کے متعلق وعید بھی بیان فرمائی جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جیسے کہ ایک عام آدمی یہ برداشت نہیں کرتا کہ اس پر جھوٹ بولا جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور آپ کا ہر قول و عمل دوسرے لوگوں کے اقوال و اعمال کے لئے کسوٹی اور قانون کا درجہ رکھتا ہے ۔ اور یہ شان ہے کہ وما ینطق عن الھوی ان ھوالا و حی یوحی

یعنی ہر بات کو وحی جلی یا خفی کا درجہ حاصل ہو آپ کیسے یہ برداشت کرسکتے ہیں کہ آپ پہ جھوٹ بولا جائے ۔ اس لئے بحیثیت ایک امتی اور دین کی حفاظت کرنے والے کے ہم پر لازم ہے کہ جو احادیث آپ کی طرف منسوب کی جائیں ہم اس کی تفتیش کریں کہ کہیں کوئی ایسی بات آپ کی طرف منسوب نہ ہو اور کہیں ایسی بات پر ہم شریعت و احکام کی بنیاد نہ رکھ دیں جو حقیقتاً آپ نے ارشاد نہ فرمائی ہو اور غلط طور پر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہو اور ظاہر ہے کہ اس تفحص و تلاش کے لئے علم اسماء الرجال کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں یہی وہ ذریعہ ہے کہ جس کو استعمال کرتے ہوئے ہم سچ اور جھوٹ میں امتیاز کرسکیں ۔ چنانچہ علامہ سخاوی نے فتح المغیث میں لکھا ہے کہ

وهو فن عظيم الوقع من الدين قديم النفع للمسلمين لا يستغنى عنه ولا يغتنى باعم منه خصوصا ماهوا لقصد الاعظم منه وهو البحث عن الرواة والفحص عن احوالهم فى ابتدايهم و حالهم و استقبالهم لان الاحكام الاعتقاديه و المسائل الفقهيه ماخوذة من كلام الهادى من الضلاله و المبصر من العمى و الجهاله و النقله لذلك هم الوسائط بيننا وبينه والروابط فى تحقيق ما اوجبه و سنه فكان التعريف بهم من الواجبات و التشريف بتراجمهم من المهمات و لذاقام به فى القديم و الحديث اهل الحديث بل نجوم الهدى و رجوم العدى و وضعوا التاريخ المشتمل على ماذكرناه مع ضمهم له الضبط لوقت كل من السماع وقدوم المحدث البلد الفلانى فى رحله الطالب وما الشبهه

یہ فن دین میں بہت اونچا مقام رکھتا ہے اور مسلمانوں کے لئے اس میں عظیم فوائد ہیں اس فن سے کوئی مستغنی نہیں ہوسکتا ہے اور نہ اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا عام فن اختیار کرسکتا ہے خاص کر اس فن تاریخ کا جو مقصد اعظم ہے وہ رواۃ حدیث کے متعلق بحث و تفتیش اور ان کے ابتدائی اور حال و مستقبل کے حالات سے واقفیت ہے کیونکہ تمام مسائل اعتقادیہ اور فقہیہ اس ذات بابرکات کے کلام سے ماخوذ ہیں جو ہادی اور جہالت کے اندھیروں سے ہدایت و شریعت کی روشنی کی طرف لانے والے تھے اور ظاہر ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان رابطہ ان ہی رواۃ کے ذریعے ہے اور آپ کے واجبات و سنن کی تحقیق و علم ہم ان ہی کے ذریعے حاصل کرسکتے ہیں اس لیے ان کے احوال و واقعات معلوم کرنا واجبات دین میں سے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین نے اس طرف توجہ فرمائی اور ان راویان حدیث کے متعلق وہ تاریخیں لکھیں جو ان کے احوال اور تاریخ پیدائش و تاریخ وفات اور ان کے ضبط اور سن سماع اور حالات علمیہ جیسے اہم مسائل پر مشتمل ہیں ۔

حافظ ابن صلاح اپنی کتاب علوم الحدیث میں لکھتے ہیں کہ

معرفه الثقات و الضعفاء من رواة الحديث هذا من اجل نوع و افخمه فانه المرقاة الى معرفه صحه الحديث و سقمه ولا هل المعرفه بالحديث فيه تصانيف كثيرة " راویان حدیث میں سے ثقہ اور ضعیف کو

پہچاننا علوم حدیث کے بڑے انواع میں سے ہے اس لئے کہ اسی کے ذریعے سے حدیث کے صحت و ضعف کو معلوم کیا جاسکتا ہے ۔ اس لئے اس فن میں محدثین کی بہت سی تصانیف ہیں ۔

خطیب بغدادی نے الکفایہ میں لکھا ہے کہ و مما یستدل بہ علی کذب المحدث فی روایہ عمن لم یدرکہ معرفہ تاریخ موت المروی عنہ و مولد الروای

کہ بعض دفعہ راوی کا کذب تاریخ کی معرفت سے معلوم کیا جاتا ہے کہ مروی عنہ (یعنی جس سے وہ نقل کرتا ہے) کی تاریخ وفات اور راوی (نقل کرنے والا) کی تاریخ پیدائش معلوم ہو تو اس سے یہ فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے جیسے ما قبل میں اس قسم کے واقعات گذر چکے ہیں ۔

حضرت حفص بن غیاث کا قول ہے کہ اذا اتهمتم الشیخ فحاسبوہ بالسنین یعنی احسبوا مسند و سن من کتب عنہ　یعنی اگر کسی محدث و راوی کے متعلق تمہیں جھوٹ بولنے کا شبہ ہو تو سن و تاریخ کے ذریعے اس کا محاسبہ کرو خود ظاہر ہو جائے گا ، یعنی ناقل کی سن پیدائش اور منقول عنہ کی سن وفات سے اندازہ کرلو تو خود بخود اس کے جھوٹ و سچ کا اندازہ ہو جائے گا ۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے شرح نخبہ الفکر میں لکھا ہے کہ ومن المهم ایضا معرفہ لموالید هم و وفیاتهم لان بمعرفتهما یحصل الامن من دعوی المدعی للقاء بعضهم وهو فی نفس الا مریس کذلک　کہ علوم حدیث کے اہم اقسام میں سے رواۃ کی تاریخ پیدائش و وفات وغیرہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے ان لوگوں کے دعوؤں سے ہم محفوظ ہوسکتے ہیں جو ایسے لوگوں کے ملاقات کا دعوٰی کرتے ہیں جن سے ان کی ملاقات ثابت نہیں ۔

ڈاکٹر عجاج الخطیب اپنی کتاب اصول الحدیث میں لکھتے ہیں کہ :

علم رجال الحدیث ذالک لان علم الحدیث یتناول دراسہ السند والمتن و رجال السند هم رواۃ الحدیث فهم موضوع علم الرجال الذی یکون احد جانبی الحدیث فلاغرو حنیذ من ان یهتم علماء المسلمین بهذا لعلم اهتماما کبیرا　رجال حدیث کا علم علوم حدیث کے اہم علوم میں سے ہے اس لئے کہ علم حدیث میں متن و سند سے بحث ہوتی ہے اور سند میں مذکور لوگ ہی رجال حدیث کہلاتے ہیں اسی لئے مسلمان علماء نے اس علم کا بہت اہتمام کیا ہے ۔ متقدمین و متاخرین کی ان عبارتوں سے علم اسماء رجال کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ بقول علامہ سخاوی یہ ان علوم میں سے ہے کہ جن کا جاننا علم حدیث وفقہ سے تعلق رکھنے والوں کے لیے واجب ہیں　اسی بنا پر اس علم کی معرفت و حصول بہت ضروری ہے

روزانہ ایک سیب کھائیے
کبھی معالج کے پاس نہ جائیے!

داناؤں کا یہ مشورہ درست، بشرطیکہ آپ کا معدہ بھی درست ہو اور سیب کو جزوِ بدن بنا سکے

ہاضمہ خراب ہو تو اچھی سے اچھی غذا بھی نظامِ ہضم پر بار بن جاتی ہے اور آپ قدرت کی عطا کردہ بہت سی نعمتوں سے صحیح طور پر لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔

اپنی صحت اور تندرستی کی خاطر کھانے پینے میں احتیاط سے کام لیجیے۔ سادہ اور زود ہضم غذا کھائیے۔

پُرخوری سے بچیے۔ مرچ مسالے دار پکوانوں سے پرہیز کیجیے کیونکہ یہ معدے اور آنتوں کے افعال پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔

اگر کسی وقت کھانے پینے میں بے احتیاطی ہو جائے تو نظامِ ہضم کی شکایات مثلاً بدہضمی، قبض، گیس، سینے کی جلن، دردِ شکم اور کھانے سے بے رغبتی سے محفوظ رہنے کے لیے نئی کارمینا لیجیے۔ نئی کارمینا معدہ اور آنتوں کے افعال کو منظم و درست رکھتی ہے۔

نظامِ ہضم کی اصلاح کے لیے پُرتاثیر ہاضم ٹکیاں

نئی کارمینا

خوش ذائقہ — ہمیشہ گھر میں رکھیے

Adarts-CAR-1/92